تفسیر طبرانی یا تفسیر غزنوی

ابراہیم باجس عبدالمجید
ترجمہ: محمد عمیر سفیان اصلاحی

ملت اسلامیہ کے علمی وفکری سرمایہ کی حفاظت وصیانت اور نشر واشاعت کے لیے جو اہتمام کیا جارہا ہے اسے دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔

آپ کو ایسے سیکڑوں بلکہ ہزاروں نوجوان طالبان علم ملیں گے جو نہ صرف مطبوع و مخطوط سرمایۂ کتب کے مطالعہ وتحقیق میں مشغول ومنہمک ہونگے بلکہ ان میں سے مفید اور نادر کتابوں کی اشاعت کے لیے بھی کوشاں ہونگے۔

عالم اسلام بالخصوص عالم عرب میں یونیورسٹیوں کی کثرت اور طالب علموں میں ایم، اے اور ڈاکٹریٹ جیسی اعلیٰ ڈگریوں کے حصول کا شوق بھی مخطوطات اور نادر کتابوں پر اس درجہ اہتمام میں معین و مددگار ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے طلبہ کے اندر نادر مخطوطات کی تلاش، ان کے مطالعے اور ان کی خالص علمی انداز میں تفتیش وتحقیق کا ذوق وشوق پیدا ہوا۔

کسی مخطوطے کے حصول کے لیے پہلی چیز مخطوطات کی فہارس ہیں جن کے ذریعے ایک طالب علم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلوبہ مخطوطہ کس لائبریری میں موجود ہے۔ چنانچہ دسیوں فہارس الٹنے کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے لیکن اکثر یہ دیکھ کر وہ حیران و پریشان رہ جاتا ہے کہ فلاں فہرست میں اس نے جو مخطوطہ دیکھا ہے حقیقت میں وہ، وہ مخطوطہ نہیں ہے جس کی اسے تلاش ہے کیونکہ فہرست میں مخطوطہ سے متعلق غلط معلومات درج ہیں۔

مرکز الملک فیصل کے مخطوطات سیکشن میں اپنی طویل ملازمت کے دوران مجھے ایسی کئی مثالوں سے سابقہ پیش آیا جب کہ کسی فہرست میں کسی مخطوطے سے متعلق درج

معلومات اس وقت بالکل خلاف حقیقت پائی گئیں جب ان کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا گیا۔

اس طرح کی ایک مثال فرانس کے اسٹراسبرگ کتب خانہ میں موجود امام ابوالقاسم طبرانی کی جانب منسوب تفسیر ہے جو امام ابوالقاسم طبرانی کی جانب غلطی سے منسوب ہوگئی ہے۔ طبرانی کی جانب اس کتاب کی نسبت سے بہت سارے محققین الجھن اور شش و پنج کا شکار ہوگئے۔ مخطوطات کے میدان کی جو مخصوص و معتبر کتابیں ہیں ان میں اس مخطوطے سے متعلق وہی معلومات درج ہیں جو اسٹراسبرگ کی فہرست میں موجود ہیں کیونکہ یہ معلومات وہیں سے لی گئی ہیں اور جوں کی توں نقل کردی گئی ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

یہ کتاب ''تفسیر القرآن'' فرانس کی اسٹراسبرگ لائبریری میں دو جلدوں میں موجود ہے، مخطوطہ کا نمبر ۴۱۷۴ ہے، اوراق کی مجموعی تعداد ۵۳۲ ہے، سن ۹۶۴ھ درج ہے۔ پہلے جزء کے سرورق پر یہ الفاظ درج ہیں: **ھـذا الـكتاب تفسير فريد دهره و وحيد عـصـره شيخ الاسـلام الامـام الهـمـام الشيخ الطبرانی الكبير علی تفسير القرآن العظيم** ۔ اسی طرح کتاب کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے: **هذا الجزء من تـفسير القرآن العظيم تاليف فريد عصره الامام الهمام شيخ الإسلام الشيخ الـطبـرانی الكبير، نفع الله به النفع العظيم**۔ اس سے ملتی جلتی عبارت دوسرے جزء کی ابتدا میں ورق ۱۶۹ پر درج ہے۔ ان عبارتوں کے سامنے تینوں مقامات پر علامت استفہام درج ہے جیسا کہ تصویر سے نمایاں ہو رہا ہے۔

امام طبرانی امام محدث ابوالقاسم سلیمان بن احمد ابن ایوب اللخمی الطبرانی ہیں، حدیث پر ان کی بہت ساری مطبوعہ کتابیں ہیں جن میں ان کے تینوں معجم، **الـمـعـجـم الـصـغير، المعجم الاوسط، المعجم الكبير** بھی شامل ہیں، انھوں نے قرآن کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ ذھبی نے اس سے متعلق **سير اعـلام النبلاء** میں لکھا ہے یہ ایک ضخیم تفسیر ہے۔ داؤدی نے **طبقات المفسرين** میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جب بھی ہمیں کسی بڑے عالم کی کوئی نادر کتاب ملتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کوئی بڑا قیمتی خزانہ دریافت ہوگیا ہے، امام طبرانی کی تفسیر بھی ایسی ہی ایک کتاب ہے جو صدیوں سے محدثین و مفسرین کے یہاں معروف رہی ہے۔ لیکن کتاب کے پہلے یا اندر کے کسی بھی صفحہ پر تحقیقی نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ یہ کتاب ہماری مطلوبہ کتاب نہیں ہے، کیونکہ جسے بھی طبرانی کے اسلوب نگارش اور طرز تصنیف سے واقفیت ہوگی اسے اس کتاب کو دیکھتے ہی اندازہ ہوجائے گا کہ یہ امام طبرانی کے منہج سے یکسر مختلف ہے۔ امام طبرانی احادیث اور آثار کی سندوں کے ذکر میں محدثین کا طرز اپناتے ہیں جب کہ اس کتاب میں ایک حدیث بھی سند کے ساتھ مذکور نہیں ہے حالانکہ اس کتاب کے مصنف نے تفسیر بالمأثور کے منہج پر اپنی تفسیر لکھی ہے نیز اس کتاب میں ان مفسرین کے اقوال اور ان کی کتابوں کے اقتباسات بھی منقول ہیں جو امام طبرانی کے بعد کے ہیں۔ مثلاً: ابواسحٰق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی المتوفی (۴۲۷ھ) جو **الکشف والبیان فی تفسیر القرآن** معروف بتفسیر الثعلبی کے مصنف ہیں۔ صاحب کتاب نے کتاب کے آٹھویں ورق پر ان کا ایک قول نقل کیا ہے۔ اسٹراسبرگ لائبریری کے مخطوطات کے فہرست ساز ''نزیہ کسیبی'' خود اس کتاب کے مصنف کے باب میں شک کا ظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قابل لحاظ بات یہ ہے کہ علامت استفہام جزءاول اور جزء ثانی کی ابتداء میں مؤلف کے نام کے سامنے کتاب کی تحریر سے مختلف رنگ میں اور یورپین زبانوں کے انداز پر درج ہیں۔

کتاب کی پشت پر مؤلف کا نام عبدالصمد مذکور ہے۔

کسیبی جس نتیجے تک پہنچے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد کبھی اس مخطوطے کے مالک رہے ہونگے کیونکہ ان کا نام ''عبدالصمد بن محمود'' مخطوطے کے داخلی صفحات پر بھی درج ہے۔

ہم گرچہ کسیبی کی ابتدائی باتوں سے متفق ہیں لیکن نتیجے میں ہمارا ان سے اختلاف ہے۔ عبدالصمد نہ تو ذاتی طور سے اس مخطوطے کے مالک ہیں اور نہ ہی ناسخ، بلکہ یہی اس کتاب کے مؤلف ہیں، ان کا پورا نام ابوالفتح عبدالصمد بن محمود بن یونس غزنوی

ہے۔ ان کی یہ تفسیر معروف و متداول رہی ہے اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (۴۶۲/۱) میں **تفسیر الفقهاء وتكذيب السفهاء** کے عنوان سے کیا ہے۔ جیسا کہ حاجی خلیفہ نے (۴۵۳/۱) لکھا ہے۔

عبدالصمد بن قاضی شیخ محمود بن یونس حنفی کی تفسیر تین ضخیم جلدوں میں ہے۔

ابتدائی کلمات درج ذیل ہیں:

الحمد لله الذی اکرمنا بالنور المبین وهدانا للحق الیقین . الخ

بالکل یہی الفاظ اسٹراسبرگ کے کتب خانہ کی فہرست میں بھی موجود ہیں۔

الفهرس الشامل لعلوم القرآن، مخطوطات التفسير وعلومه ، ۲۱۵/۱ میں بھی اس مخطوطہ کا ذکر دونوں عنوانات سے کیا گیا ہے نیز اس کا بھی ذکر ہے کہ مولف چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں، فہرست میں اس کتاب کے کئی اور نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے ہم ذیل میں ان کو علی الترتیب ذکر کرتے ہیں:

(۱) نسخہ میوزیم طبقوسرائے ، ۱۸۲۸، مخطوطہ کا نمبر A-۸۴ ہے، اوراق کی تعداد ۲۱۳ اور سن ۶۹۶ھ درج ہے۔

(۲) دوسرا نسخہ ۴۸۳ اوراق پر مشتمل ہے اور سن ۸۰۱ھ درج ہے۔

(۳) نسخہ محمد شاہ سلطان لائبریری، مخطوطہ کا نمبر ۲۵ ہے تفسیر کی دوسری جلد ہے اوراق کی مجموعی تعداد ۴۰۰ ہے، سن ۹۳۵ درج ہے۔

(۴) ایک دوسرا نسخہ جس کا نمبر ۲۶ ہے، تفسیر کی تیسری جلد ہے، اوراق کی تعداد ۴۰۰ ہے، سن ۹۳۶ درج ہے۔

(۵) نسخہ حکیم اوغلی لائبریری، مخطوطہ نمبر ۴۸

(۶) نسخہ خزانۃ القرویین، نمبر ۸۹، جلد ثالث، اوراق ۱۵۹

(۷) ایک اور نسخہ محمد شاہ سلطان لائبریری میں ہے جس کا نمبر ۲۴ ہے، یہ تفسیر کی پہلی جلد ہے، اوراق کی تعداد ۴۹۴ ہے۔

البتہ **الفهرس الشامل لعلوم القرآن** میں اس نسخہ کا ذکر نہیں ہے جو اسٹراسبرگ

لائبریری کی فہرست پر اعتماد کر کے امام ابوالقاسم طبرانی کی تالیفات کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ یہ کتاب امام طبرانی کی نہیں بلکہ عبدالصمد بن یونس ابن محمود غزنوی کی تالیف ہے۔ طبقات المفسرین السیوطی، طبقات المفسرین للداودی، معجم المؤلفین للکحالہ وغیرہ مصادر میں عبدالصمد بن یونس بن محمود غزنوی کا ذکر موجود نہیں ہے البتہ ہدیۃ العارفین ۱/۵۷۴ میں ان کے بارے میں چند سطور ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کشف الظنون سے ماخوذ ہیں۔ عبدالصمد بن یونس الغزنوی ابوالفتح الحنفی صنف تفسیر

الفقهاء و تكذيب السفهاء، تفسير القرآن

اسی طرح طبقات المفسرین للاذنہوی ص ۲۶۵-۲۶۶ میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

''شیخ عبدالصمد حنفی ایک بڑے عالم تھے، علم تفسیر میں دستگاہ رکھتے تھے''

انھوں نے تفسیر لکھی ہے جو تفسیر حنفی کے نام سے معروف ہے، ان کا انتقال ۷۲۳ھ میں ہوا اور پھر لکھا ہے ''من اسامی الکتب'' ظاہر ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ معلومات اسامی الکتب یعنی ''کشف الظنون'' سے ماخوذ ہیں البتہ اس میں سن وفات کی تعیین ہے جو کشف الظنون اور ہدیۃ العارفین میں نہیں ہے۔

طبقۃ الاذنہوی میں مذکور سن وفات کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ صحیح ہے، البتہ جب اس نسخہ کا تقابل متحف طبقو سرائے کے نسخہ سے کیا جاتا ہے تو یہی لگتا ہے کہ یہ سن وفات قریب قریب صحیح ہے۔

لیکن اس خیال کی تردید اس روایت سے ہو جاتی ہے جو کتاب ''الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ لعبدالقاہر القرنی (۶۹۶-۷۷۵ھ) میں ابوالفضل محمود بن احمد بن عبدالرحمٰن الغزنوی کے ترجمے میں موجود ہے۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا:

ابوالفتح عبدالصمد بن محمود بن یونس الغزنوی کی کتاب تفسیر الفقہاء و تکذیب السفہاء کے بارے میں ان کے بیٹے قاضی یحییٰ بن عبدالصمد سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، نیز اس کے بعد یہ ذکر کیا کہ ابوالفضل کی وفات ۵۶۳ھ میں ہوئی اگر ان کی وفات اس سال ہوئی اور وہ مؤلف کے بیٹے سے روایت

کرتے ہیں تو یہ تقریباً یقینی ہو جاتا ہے کہ مؤلف کی وفات اس تاریخ سے کئی سالوں پہلے ہوئی ہوگی، راجح یہ ہے کہ ان کی وفات چھٹی صدی ہجری کے ثلث اول میں ہوئی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ کتاب تنہا ایک کتاب نہیں ہے بلکہ ایسی سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں ہیں جو بدقسمتی سے غلط عناوین کی وجہ سے پردۂ خفا میں ہیں اور کتنی ہی ایسی کتابیں ہیں جو کاتبین کی غلطی سے یا ایسے پرجوش فہرست سازوں کی لغزش کی وجہ سے جن کو ملت کے علمی وادبی سرمایہ سے بے پایاں محبت نے اسی کوچہ میں قدم رکھنے پر مجبور کیا ہے دوسرے مؤلفین کی جانب منسوب ہوگئیں یا ایسے سرکاری عملے کے ہاتھ لگ گئیں جو مجبوراً اپنی ڈیوٹی کی وجہ سے کام کرتا ہے اور اس میدان سے نہ اس کا کوئی ذہنی وقلبی لگاؤ ہے اور نہ ہی کام کرنے کا جوش وجذبہ، مشکل یہی ہے کہ علمی سرمائے سے بے انتہا محبت اور اس کے تئیں غیرت وحمیت بھی کافی نہیں ہے جس طرح سے کہ اس علمی سرمایہ سے محض ایک سرکاری ڈیوٹی کے بقدر وابستگی کافی نہیں ہے اس لیے کہ اس شعبہ سے منسلک اور وابستہ شخص کے لیے کئی ایک ایسی صفات اور صلاحیتیں ہیں جن سے اس کا متصف ہونا ناگزیر ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ اس کے اندر اس میدان میں کام کرنے کی خواہش ہو اور وہ اسے اپنا محبوب مشغلہ بنائے فقط حصول رزق کے ایک پیشہ کے طور پر اسے نہ اپنائے۔ کیونکہ اگر اس کام کا مقصد فقط مادی ہے تو اسے ہرگز کامیابی میسر نہ ہوگی اور وہ درجۂ کمال کیا اس کے قریب تک بھی نہ پہنچ پائے گا۔

اسی طرح ایک فہرست ساز کے پاس مختلف علوم وفنون سے متعلق وسیع معلومات کا ہونا ضروری ہے، مثلاً قرآن، حدیث، فقہ، لغت، ریاضی، تاریخ، انجنیرنگ، فلکیات وغیرہ۔ تاکہ جس مخطوطے کی وہ فہرست سازی کر رہا ہے اس پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر ہی اندازہ لر لے کہ اس کتاب کا عنوان کیا ہے۔

عالم عرب کی یونیورسٹیوں اور علمی مراکز کو چاہیے کہ ایک ایسی نسل کی تیاری میں اپنا اہم کردار ادا کریں جو اس کام کو بحسن وخوبی انجام دینے کی اہل ہو، جس کے اندر ملت کے علمی وفکری سرمایہ سے دلچسپی اور قلبی لگاؤ ہو ساتھ ہی ساتھ کام کرنے کا جوش وجذبہ اور

معلومات کا ذخیرہ بھی ہو۔

آخر میں ہم اس کتاب کے اسلوب اور طرز تالیف کا مختصراً ذکر کرتے ہیں:

۱- یہ تفسیر تفسیر بالمأثور ہے، اس میں پہلے آیت کی تفسیر بیان کی جاتی ہے پھر اس سلسلے میں مروی صحابہؓ و تابعین اور کبار مفسرین کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، مفسرین کے درمیان اختلاف کی وجہیں ذکر کی جاتی ہیں اور پھر راجح قول بیان کیا جاتا ہے۔

۲- اس میں اسباب نزول کا بھی ذکر ہے اور آیت کی تفسیر سے اسباب نزول کا تعلق بھی واضح کیا گیا ہے۔

۳- بعض مفردات کی قرآنی قرائتیں بھی مذکور ہیں، ہر قراءت کا مطلب اور معنی کی تفسیر میں اختلاف پر اس کے اثرات کا بھی بیان ہے۔

۴- لغوی و نحوی پہلوؤں پر بھی توجہ دی گئی ہے، اشعار سے لغوی شواہد بھی پیش کیے گئے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ زیر مطالعہ تفسیر امام غزنوی کی تالیف کردہ تفسیر ہے اور غلطی سے امام طبرانی کی جانب منسوب ہوگئی ہے، محققین کی توجہات کی مستحق ہے۔ اس تفسیر کی تحقیق اور اشاعت سے یقیناً قرآنی تفاسیر میں ایک قیمتی اضافہ ہوگا۔

حواشی و مراجع

۱۔ فہرست مخطوطات، اسٹراسبرگ لائبریری، ص ۴۹-۵۰

۲۔ طبرانی کے لیے دیکھیے: زرکلی، الاعلام، ۳/۱۲۱، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، بیروت، ۱۶/۱۲۸

۳۔ فہرست اسٹراسبرگ لائبریری

۴۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۶/۱۲۸

۵۔ داؤدی، طبقات المفسرین، ۱/۱۹۹

۶۔ زرکلی، الاعلام، ۱/۲۱۳

۷۔ عبدالقادر القرشی، الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة، ۳/۴۳۰

☆☆☆